**تھرکی نادیہ کمانچی(خلاصہ)**

**تعارفِ مصنف:**

مستنصر حسین تارڑجدید اُردو ادب میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔آ پ بیک وقت ناول نگار،افسانہ نگار،صحافی اور سفر نامہ نگار ہیں۔آپ کی تحریر میں ماکستان کے ثقافتی و معاشرتی پہلوؤں کو عمدگی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔خصوصا سفر نامہ کی صنف کو آپ کے قلم نے اُردو ادب میں نئی اقدار سے نمایا ں کیا ہے۔آپ کا اندازِ اسلوب شگفتہ،سادہ اور رواں ہے۔آپ کی تحریر میں مشاہدے کی قوت اور فکر کی ۔۔۔۔پائی جاتی ہے۔جس نے آپ کی تحریر میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دلچسپی کو قائم رکھا ہے۔

**سبق کا پسِ منظر:**

یہ سبق مستنصر تارڑ کے سفر نامے ’’سفرِسندھ سے اخذ کیا گیا ہے۔جس میں انھوں نے تھر کی سیاحت اور وہاں پیش آنے والے واقعات کو اپنے مشاہدے کی روشنی میں خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔

**خلاصہ:**

مصنف تھر کے علاقے ۔۔۔۔۔۔۔۔کی سیا حت کررہے ہیں ۔اس سفر میں اُن کے ساتھ دیدہ و دل اُن کے لیئے۔۔۔۔کا فریضہ بھی انجام دے رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے علاقے میں سرخ خشک اور بنجر چٹانوں کا سلسلہ دُور تک چلا گیا ہے۔وہ آگے بڑھتے ہوئے ایک ہموار سطح پر پہنچے ۔۔۔جہاں ویرانی کا راج تھا ،اچانک ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لیے نمودار ہوئے،یہ ۔۔۔۔۔ ہے غریب اور ۔۔۔۔معلوم ہوتے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔ودل نے مترجم کے طور پر ان مصنف کو بتایا کہ ہم کہا ں کی خشک درختوں کی لکڑی کاٹ کر شہر میں فروخت کرکے گزر بسر کرتے ہیں ۔اُن بچوں میں سے ایک کم عمر بچی نے مصنف کو بتایا کہ وہ صرف پانچ منٹ میں سب سے آخری اور بلند چوٹی جاکر واپس آسکتی ہے،مصنف کو یقین نہیں تھا انہوں نے باقاعدہ وقت نوٹ کرکے دیکھا تو وہ بچی تورے پانچ منٹ بعد واپس آگئی بچی کی اس پُھرتی اور تیزی نے اُنھیں حیران کردیا۔اُس کا نام امبر تھا ،مصنف نے اُسے انعام دیا ،مصنف کو اس بچی میں مشہور رومانیہ کی ۔۔۔۔نادیہ کمانچی کی جھلک نظر آئی ا ور انہوں نے اسے گھر کی نادیہ کمانچی کا لقب دیا ۔مصنف کو ۔۔۔۔۔۔مشہور ۔۔۔۔۔۔کا خیال آیا جو ننگے پیر اولمپک میرا تھون دوڑ کا گولڈ میڈلسٹ اور اپنے ملک کی پہچان تھا ۔اُس کے ملک نے اُسے مناسب تربیت دیکر اولمپک بھیجا اور وہ کامیاب ہوا،اُس کے ملک کو اُس کو بہت مزیرائی ملی اور اور بادشاہ نے اُسے اپنے حفاظتی دستے کا اسالار مقرر کردیا ۔بعدِ ازاں وہ ایک حادثے میں اپاہج ہوگیا ،مصنف کے خیال میں اکر تھوکی اس ۔۔۔بھی مناسب ماحول اور تربیت دی جائے تو یقینا یہ بھی بہت ۔۔۔مقابلوں میں پاکستان کا نام ضرور روشن کرے گی۔

**غزل قابل اجمیری**

**شعر نمبر ۱:**

عشرتِ زیست کہاں غم کے ہنر ہونے تک

پھول بھی ہنس نہ سکے چاک جگر ہونے تک

**حوالۂ شاعر:**

یہ شعر نصاب میں شامل معروف شاعر قابل اجمیری کی غزل سے اخذ کیا گیا ہے۔ان کی شاعری میں ذات کا ۔۔۔۔اور دکھ درد کی کیفیات پائی جاتی ہیں۔اس کی علاوہ اس دور کی سماجی حالات کا عکس بھی ان کی شاعری میں نظر آتا ہے۔جدید موضوعات کو انہوں نے نہایت عمدگی سےشعر کے رنگ میں پیش کیا ہے۔جدید اُردو غزل میں وہ ایک معتبر حوالہ ہیں۔

**تشریح:**

اس شعر میں شاعر زندگی کی مشکلات اور مسائل سے حوصلے اور جرأت کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔جیسے پھول کھلنے سے پہلے بند ہوتا ہے لیکن زندگی کی سختی اور ناہمواری کے ۔۔۔مناسب ماحول ملتے ہیں۔کونپل کلی اور پھر پھول بن کر جو بن دکھاتا ہے اس وقت پھول کی نزاکت سے یہ توقع نہیں ہوتی وہ اپنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن جب اپنی پتیوں کو کھول کر باہر نکلتا ہے تو اس کی رعنائی و رنگینی قابلِ رشک ہوتی ہےاور اسکی دلکشی دیکھنے سے ۔۔۔۔رکھتی ہے۔

**مماثل شعر:**

ہزار برق گرے لاکھ آندھیاں اُٹھیں

وہ پھول کِھل کہ رہیں گے جو کھلنے والے ہیں

**شعر نمبر ۲:**

رات کٹ جائے گی چھا جائے گا زنداں پہ سکوت

شورِ زنجیر ہے دیوار میں در ہونے تک

**تشریح:**

اس شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ قید خانے کی زندگی میری اُمیدِ رہائی کو ختم نہیں کرسکتی۔میں اس قید خانے سے نکلنے کی جدوجہد کرتا رہوں گا ۔میری زنجیر کے شور سے میری راہ کی دیور گِر جائے گی اور میرے نکل جانے کا راستہ بن جائے گا،دراصل شاعر اس شعر میں واضح کر رہے ہیں کہ زندگی کی مشکلات اور مسائل کی دیوار سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ہر حال میں عزم و حوصلے سے کام لے کر انہیں ڈھا دینا چاہیئے تب ہی زندگی میں امن اور آرام و سکون نصیب ہوگا۔

**مماثل شعر:**

اندھے بہروں کی نگری میں کون توجہ کرتا ہے

ماحول سنے گا اور دیکھے گا جس وقت بجیں گی زنجیریں

**شعر نمبر ۳:**

ظلمت و نور میں تفریق اابھی مشکل ہے

رات،سو رنگ بدلتی ہے سَحر ہونے تک

**تشریح:**

اس شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ زندگی کے سفر میں مشکلات آتی ہیں اور ہم اُنہیں دُور کرنے کی کوشش کررہے ہیں،بعض اوقات ایسا لگتا ہے کہ شاید ہم حوصلہ ہار جائیں کبھی ایسا لگتا ہے کہ منزل بس قریب ہی ہے تو سفر کی راہ میں کئی طرح کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں جیسے رات سے صبح تک مخلف طرح کے مناظر ہیں،یعنیٰ رات کا اندھیرا جب پھیلتا ہے تو مایوسی بڑھتی ہے لیکن اُمید ہوتی ہے کہ ہر رات کی صبح بھی ہوتی ہے،یہ اُمید حوصلہ دیتی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی دھڑکا ہوتا ہے کہ صبح سے پہلے کہیں کوئی اور مشکل راہ میں نہ آجائے،جدوجہد کی اس راہ میں اپنےاور غیرکی پہچان مشکل ہوجاتی ہےکیونکہ ابھی اندھیرا ہے اور صبح کا اُجالا دُور ہوتا ہے تو ایسے دل میں وسوسے اور اندھیرے بڑھتے ہیں اور اُمید و نا اُمیدی سا تھا ساتھ چلتی ہے لیکن اس سفر میں وہ کامیاب ہوتے ہیں جو آخر تک اپنا حوصلہ قائم رکھتے ہیں اور بالآخر کامیابی کی منزل پالیتے ہیں۔

**مماثل شعر:**

اب ہوائیں ہی کریں گی روشنی کا فیصلہ

جس دیئے میں جان ہوگی وہ دیا رہ جائے گا

**شعر نمبر ۵:**

سورج اُبھرے گا تو چھٹ جائیں گے راہوں کے غبار

منزلیں گُم ہیں مگر گرمِ سفر ہونے تک

**تشریح:**

اس شعر میں شاعر اس عزم اور اُمید کا اظہار کرتے ہیں کہ منزل کی تلاش میں سفر کی سختی اور مشکلات ہمارا راستہ نہیں روک سکیں گی۔ہم عزم و حوصلے اور جرأت مندی کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھیں گے۔ہمارا یہ شوق سفر اور جستجو راہ کی تاریکی اور اندھیرے کو مِٹا دے گی اور اُمید و کامیابی کا سورج نکل کر اُجالا ہوجائے گا اور ہماری منزل ہمارے سامنے آجائے گی۔

**مماثل شعر:**

جو یقیں کی راہ پر چل پڑے اُنہیں منزلوں نے پناہ دی

جنہیں وسوسوں نے ڈرا دیا وہ قدم قدم پر بہک گئے

ماضی کے اندھیروں سے اُبھر آئے گا سورج

زندان و سلاسل سے گزر آئے گا سورج

چڑھتے سورج کے پُجاری نہیں ہیں ہم

جب نکلے گا تو اپنے ہی گھر آئے گا سورج

**شعر نمبر ۵:**

منزلِ شب میں یہی درختِ سفر ہے قابل

درد کی خیر مناتا ہوں سَحر ہو نے تک

**تشریح:**

شاعر کی نظر میں زندگی کی تکالیف اور مشکلات زندگی گزارنے کا حوصلہ دیتی ہیں ،وہ اسے ایک ایسا اثاثہ سمجھتے ہیں کہ جس کے سہارے زندگی کا سفر آسان ہوجائے گا ،شاعر انسانی نفسیات اور جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بعض اوقات معمولی تکالیف پر بھی انسان پریشان ہوکر دل ہار بیٹھتا ہے لیکن اگر حوصلے اور جرأت سے ان کا مقابلہ کیا جائے تو زندگی میں نیا دور شروع ہوگا جو اپنے ساتھ راحت اور سکون بھی لیکر آئے گا۔

**مماثل شعر:**

ہواؤں سے کہہ دے کہ اپنی اوقات میں رہیں

ہم پروں سے نہیں حوصلوں سے اُڑا کرتے ہیں

تھک کر نہ بیٹھ اے منزل کے مسافر

منزل بھی ملے گی اور ملنے کا مزہ بھی آئے گا

منزل کیا راستہ کیا ہے

حوصلہ ہو تو فاصلہ کیا ہے

**غزل احمد فراز**

**شعر نمبر ۱:**

دوست بن کر بھی نہیں ساتھ نبھانے والا

وہی انداز ہے ظالم کا زمانے والا

**حوالۂ شاعر:**

یہ شعر نصاب میں شامل احمد فراز کی غزل سے لیا گیا ہے۔جدید اُردو شاعری میں احمد فراز ایک اہم اور معتبر شاعر ہیں۔بنیادی طور پر وہ ایک رومانوی شاعر ہیں،اُن کے یہاں حسن و عشق کے ساتھ ساتھ نئے دور کے سماجی مسائل اور افکار بھی پائے جاتے ہیں۔ان کا شمار ترقی پسند شعراء میں ہوتا ہے۔

**تشریح:**

زیرِ نظر شعر میں شاعر ہر جائی محبوب کی بے وفائی اور بے رُخی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بظاہر تو وہ میرا دوست اور ہمنوا ہے مجھ پر مہربان بھی ہے لیکن نہ جانے وہ کیوں ہم سے بدگمان ہو کر دور ہوگیا ہے اور اُس کا رویہّ اب ہم سے غیروں جیسا لگتا ہےباقی زمانے والوں کا اس پر اثر ہوگیا ہےاور اب وہ بھی ان کے رنگ میں رنگ گیا ہے۔دوست سے ایسے رویےّ کی توقع نہیں ہوتی،افسوس کہ ہماری دوستی،وفا اور خلوص کی اُس نے قدر کر نا ترک کردی ہے۔

**مماثل شعر:**

مثل شیشہ ہیں ہم تھام کر محسن

ہم تیرے ہاتھ سے چھوٹے تو بکھر جائیں گے

یوں گے دوست تیرا مجھ سے خفا ہونا

جس طرح پھول سے خوشبو کا جُدا ہونا

**شعر نمبر ۲:**

اب اُسے لوگ سمجھتے ہیں گرفتار مِرا

سخت نادم ہے مجھے دام میں لانے والا

**تشریح:**

زیرِ نظر شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ محبوب نے اپنی محبت میں ہمیں اسیر بنایا ہوا تھااور ہم اُس کے دامِ اُلفت میں گرفتار تھے لیکن عشق و محبت کی سختیوں اور اُس کے مسلسل ستم پر ہم نے ثابت قدمی،صبر اور حوصلے سے کام لیااور ہم اپنے عشق میں اصباب ٹھرے ہماری اس وفا اور حوصلے نے ستمگر محبوب کو خود ہمارا عاشق بنا دیا اور اب وہ ہمارے دامِ اُلفت میں پھنس گیا ہےاور لوگ بھی یہ تماشا دیکھ کر حیران ہیں خود محبوب بھی سخت پریشان ہے کہ کاش میں س کو اپنے حسن و جمال کا اسیر نہ بناتا اور نہ آج میں خود اس کی محبت میں گرفتار ہوتا۔

**مماثل شعر:**

یہی نہیں کہ فقط ہم اضطراب میں ہیں

ہمارے بھولنے والے بھی اس عذاب میں ہیں

**شعر نمبر ۳:**

کیا کہیں کتنے مراسِم تھے ہمارے،اس سے

وہ جو اک شخص ہے منھ پھیر کے جانے والا

**تشریح:**

اس شعر میں شاعر افسوس کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ وہ جس دوست پر ہمیں ناز تھا اور ہم سمجھتے تھے کہ یہ تعلق کبھی نہیں ٹوٹے گا لیکن نہ جانے وہ کیوں ہم سے خفا ہوکر چلا گیا ہے حالانکہ کتنے ہی عہدو پیماں کیئےاور دوستی اور وفا کی قسمیں کھائیں تھیں،اِک دنیا ہمارے تعلق کو اشک کی نظر سے دیکھتی تھی لیکن کیا کریں یہ تعلق بھی قائم نہ رہ سکا۔

**مماثل شعر:**

ایک ہی شخص تھا جو سمجھتا تھا مجھے

پھر یوں ہوا کہ وہ بھی سمجھدار ہوگیا

**شعر نمبر ۴:**

میں نے دیکھا ہے بہاروں میں چمن کو جلتے

ہے کوئی خواب کی تعبیر بتانے والا

**تشریح:**

اس شعر میں شاعر اپنے حسین و دلکش خواہشات اور خوابو ں کے سرور کو محسوس کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی خوفزدہ بھی ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خزاں کی آندھی میرے سپنوں کے عمل کو برباد نہ کردے ،میری اُمیدوں کا چمن زوال کی آندھی کی نظر نہ ہوجائےکیونکہ میرا مشاہدہ ہے کہ اکثر عشق و محبت کے تعلقات اور معاملات کو حاسدوں کی نظر لگ جاتی ہےاور عمر بھر کی تنہائی اور ہجر سہنا پڑتا ہے،اب میں بھی مسلسل خواب دیکھ رہا ہوں کہ عین بہاروں میں باغ جل گئے کہیں ایسا تو نہیں کہ میرا محبوب مجھ سے بچھڑ جائے گا اور میرا خواب بکھر جائے گا کیا کوئی ہے جو مجھے اس خواب کی تعبیر اور حقیقت بتلائے؟

**مماثل شعر:**

**شعر نمبر ۵:**

تم تکلّف کو بھی اِخلاص سمجھتے ہو فرا ز

دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ مِلانے والا

**تشریح:**

اس شعر میں شاعر زمانے کی ناقدری کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ افسوس اب ایسا وقت آیا ہے کہ دوستی مہر و وفا جیسے رشتے بھی مفاد پر قائم ہونے لگے ہیں اور وفا و خلوص کی قدر نہیں رہی،لوگ صرف مطلب سے ملتے ہیں اور وقت پڑنے پر بالکل بھول جاتے ہیں جیسے کبھی آشنا ہی نہیں تھے ،بعض لوگ ایسی اپنائیت اور محبت جتلاتے ہیں جیسے اِن سے بڑھ کر ہمارا ہمدرد کوئی نہیں لیکن یہ صرف دِکھاوا ہوتا ہے ۔۔۔۔۔وہ ہی لوگ ایسے غیر اور اجنبی بن جاتے ہیں کہ پہچاننے سے انکار کر دیتے ہیں۔

**مماثل شعر:**

کوئی ہاتھ بھی نہ پہلائے گا جو گلے ملے گے تباک سے

یہ نئے مزاج کا شہر ہے ذرا فاصلے سے ملا کرو

**آبِ حیات (اقتباسات کی تشریح)**

**اقتباس نمبر ۱:**

اب یہ یقین کرنے کے لیئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آنکھوں میں ہوتا ہے۔

**حوالۂ سبق:**

مندرجہ بالا اقتباس میں شامل سبق ’’آبِ حیات‘‘ سے اخذ کیا گیا ہے۔جس کے مصنف غلام ربانی آگرو ہیں اور مترجم ۔۔۔۔اختر سومرو ہیں۔

**تعارفِ مصنف:**

غلام ربانی آگرو کا شمار سندھی ادب کے بلند پایہ ادیب کے طور پر ہوتا ہے۔آپ کی تحریر میں سندھی ثقافت اور معاشرے کی عمدہ عکاسی کی گئی ہے۔آپ کا اسلوب سادہ ،عام فہم اور رواں ہے۔آپ کی اہم تصانیف میں سندھ کے بچے،گلاب کے پھول اور سندھ کے دریا،میدان اور پہاڑ شامل ہیں۔

**تشریح:**

زیرِ نظر اقتباس میں شہزادہ مہران کے آبِ حیات پر پہنچےاور وہاں مچھلی سے گفتگو سے متعلق ہے۔شہزادہ ہمیشہ کی زندگی کی خواہش پر وہاں گیا تھا۔لیکن وہاں موجود مچھلی نے اُسے نصیحت آمیز اندازمیں تلقین کی کہ ایسی ہمیشہ کی زندگی بے فائدہ ہے اصل مزہ انسان کے ۔۔۔۔۔۔ہے اگر اس میں نیکی کی صفت ہے تو اس کا خاتمہ نیکی پر ہوگا اور لگر وہ بُرے کردار کا حامل ہے تو یقینا اس کا انجام بھی بُرا ہوگا اب اگر تم اس کو مانتے ہو تو آبِ حیا ت کے پانی میں دیکھو گے تو تمھیں اپنی آنکھوں میں پانی کا احساس ہوگا اور وہ احساس تمھارے اصل کردار کی پہچان ہوگا ،پس جو انسان جیسا ہوگا ویسا نظر آئے گا ۔

**اقتباس نمبر ۲:**

اگر تمھاری روح پاک ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ضرورت نہیں۔

**تشریح:**

اس اقتباس میں مچھلی شہزادے کو تلقین کرتی ہے کہ صرف زندہ رہنے کی خواہش انسان کو خود غرض بنا دیتی ہے ایسی زندگی کس کام کی جو صرف انسان کو اپنی ذات کا اسیر بنادے ،اصل بات یہ ہے کہ انسان کی روح پاکیزہ ہے اور اُس کا کردار صاف ہے ،وہ صاف باطن ہے تو اُسے آبِ حیات کی ضرورت نہیں اُس کی صفات ہی اُس کا نام زندہ رکھنے کے لیئے کافی ہیں۔صرف زندگی کی خواہش اور اپنی ذات کو آرام پہچانا کوئی بلند مقصد نہیں بلکہ اصل مقصد زندگی کا یہ ہی ہے کہ وہ اپنے کردار کی بلندی سے معاشرے اور انسانیت کو نفع پہنچائے ،جو آنے والی نسلوں کے لیئے فائدہ مند اور یادگار ہو یہی اوصاف اور کارنامے اُس کے کردار اور نام کو ہمیشہ کے لیئے زندہ جاوید بنا دیتے ہیں۔

**اقتباس نمبر ۳:**

کسی بھی ملک کے حکمران ۔۔۔۔۔۔۔پیٹ پر پتھر باندھیں۔

**تشریح:**

زیرِ نظر اقتباس میں مچھلی شہزادہ مہران کو یہ نصیحت کرتی ہے کہ جب کو ئے حکمران صرف ذاتی خواہشات اور نفس کے سکون کے لیئے جیئے تو وہ ان ۔۔۔۔سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور عیش و عیاشی اور غفلت میں کھو جاتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔تعلق ہوکر ہر آسائش ِ زندگی کا عادی ہوجاتا اور اُسے صرف اپنی غرض اور خواہشات سے واسطہ رہتا ہے جبکہ عوام کی روز مرّہ زندگی کی مشکلات اور مصائب رہتی ہے ۔انہیں دو وقت کا کھانا بھی میسر نہیں ہوتا اور دکھ درد کے ساتھ زندگی کا بوجھ اُٹھانے پر مجبور ہوتے ہیں۔

**اقتباس نمبر ۴:**

میرے ملک کا کمزور ترین آدمی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زبردستی ہتھیالیئے ہیں۔

**تشریح:**

زیرِ نظر اقتباس میں شہزادے مہران کے کردار کی خوبی کو نمایا ں کیا گیا ہے کہ جب وہ آ بِ حیات کے چشمے سے واپس آیا تو اُس نے عام اعلان کروایا کہ آج سےملک میں عدل و انصاف کا بول بالا ہوگا کسی کمزور اور مظلوم کے ساتھ زیادتی و نا انصافی نہیں ہوگی،کوئی طاقتور اور ظالم مظلوموں اور بے کسو ں کو تنگ نہیں کرے گا ۔عوام کا معیارِزندگی بہتر بنایا جائے گا۔جو وسائل اور صلاحیت مجھے عطا ہوئی ہے اب وہ صرف عوام کی خوشحالی اور ان کی فلاح و بہبود پر ہی صرف ہوگی ۔۔۔۔۔۔۔کمزوروں کو حق سے محروم رکھا ہے اب ان سے وسائل چھین کر حقداروں کے حوالے کردیا جائے گا اور اس معاملے میں اب کسی سے رعایت اور ذیادتی نہیں ہوگی۔

**اقتباس نمبر ۵:**

ہمیں چاہیئے کہ کوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور بنجر ہوجائے۔

**تشریح:**

مندرجہ بالا اقتباس میں شہزادہ مہران کی موت کے بعد ۔۔۔۔۔اس اجلاس کے بارے میں ہے جس میں اُس کے کردار اور نام کے حوالے سے یادگار قائم کرنے کے لیئے صلاح مشورہ اور رائے دی جارہی تھی مختلف لوگوں نے اس بارے میں اپنی اپنی رائے پیش کی ۔۔۔ایک عقلمند کی تجویز مر یہ طے پایا کہ چونکہ شہزادہ مہران رحمدل اور عادل حکمران تھا اُس کی ذات عوام کے سکون کی علامت تھی لہٰذا کوئی ایسی چیز اُس کے نام سے منسوب کردی جائےجو ہمیشہ اُس کی یاد دلاتی رہے اور لوگو ں کے لیئے ہمیشہ فائدہ مند رہے ،جس سے لوگوں کو زندگی میں راحت اور خوشی ملتی رہے ،یوں دریائے سندھ کا نام مہران رکھ دیا گیا ،یہ ہی وجہ ہے کہ یہ دریا آج بھی رواں ہے اور ہمیشہ یوں ہی بہتا رہے گا اگر شہزادہ مہران نہ ہوتا یا اُس کا کردار ان صفات کا حامل نہیں ہوتا تو یہ دریا ویران اور بنجر ہوجاتا اور یہاں زندگی ناپید ہوجاتی ۔

**مرزا داغ دہلوی (تبصرہ)**

**تعارفِ شاعر:**

نواب مرزا خان داغ دہلوی کا تعلق ۔۔۔۔۔دہلی سے ہے ۔آپ کی پرورش لال قلعے میں ہوئی جہاں کی فضا نے آپ کی زبان اور شاعری کو ۔۔۔بخشی۔آخر عمر میں حیدر  
آباد دکن چلے گئے اور وہیں انتقال کیا ۔۔۔۔۔۔۔کے جذبات عطا ہوئے ۔آپ کی تصانیف میں گلزار داغ،آفتاب داغ،مہتاب داغ اور یادگار داغ شامل ہیں۔

**خصوصیاتِ کلام:**

داغ دہلوی کے کلام کی نمایا ں خصوصیات یہ ہیں:

**۱۔قدرتِ زباں:**

داغ کو زباں کا اُستادِ شاعر مانا جاتا ہے۔وہ نوعمری میں ہی مشہور ہوگئے تھے ۔وہ قلعہ ۔۔۔۔۔۔۔اُردو استمعال کرتے ہیں۔اور اس سلسلے میں نمائندہ شاعر ہیں۔ان کے اشعار زباں و محاورے کی ۔۔۔رکھتے ہیں۔

نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہہ دو

کہ آتی ہے اُردو زباں آتے آتے

**۲۔حسنِ بیاں:**

داغ کے کلام کو ان کے مخصوص انداز سے پہچانا جاتا ہے جس سے ان کی انفرادیت کا اظہار ہوتا ہے۔داغ کے کلام میں ۔۔۔۔۔۔عربی و فارسی کے بجائے مانوس اور آسان الفاظ استمعال کئے گئے ہیں۔

خدا کے واسطے جھوٹی نہ کھایئے قسمیں

مجھے یقین ہوا مجھے اعتبار آیا

**۳۔شوخی و بے باکی:**

داغ کے یہاں شوخی و بے باکی کمال کی ہے۔ان کا عشق شو خی کے ساتھ ہے اور طرح دار بھی نظر آتا ہے ۔وہ روایتی تہذیب کی بندشوں سے بے نیاز بھی ہے۔اُن کا عشق خیالی اور تصوّری نہیں بلکہ حقیقت کا بیان ہے۔

غضب کیا تیرے وعدے پہ اعتبار کیا

تمام رات قیامت کا انتظار کیا

راہ پر اُن کو لگا لائے تو ہیں باتوں باتوں میں

اور کُھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

**ترنم اور موسیقیت:**

داغ کا کلام حسن و عشق کے جذبات کی سچی تصویر ہے اور اسی لیئے ان کے یہاں نغمگی اور موسیقیت کا عنصر ایک بھر پور انداز میں پایا جاتا ہے۔ایسا ترنم جس میں حسن و جمال اور بزم خیال کی رنگینی اور رعنائی ساتھ ساتھ نظر آتی ہے۔

خوب پردہ ہے کہ چمن سے لگے بیٹھے ہیں

صاف چھبتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

وفا کریں گے ۔۔۔گے مات مانیں گے

تمھیں بھی یاد ہے یہ کلام کس کا تھا

**۵۔حسن و عشق:**

داغ کی شاعری کا خاص موضوع عشق ہے اور اُن کے کلام حسن و عشق ۔۔کی ہے اور یہ حسن خلوت و جلوت کے معاملات کے ساتھ سامنے آتا ہے۔متحرک محبوب ہی در حقیقت اُن کے کلام کا حسن ہے۔

ہمیں ہے شوق کر بے پردہ نم کو دیکھیں گے

ملائے ہو اُسی کو خاک میں جو دل سے مِلتا ہے

مری جاں چاہیئےوالا بڑی مشکل سے ملتا ہے

سب لوگ جدھر ہیں وہ اِدھر دیکھ رہے ہیں

ہم دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں

**۶۔شکوہ و شکایت:**

داغ عشق مجازی کے شاعر ہیں اور اس معاملے میں اُن کے کلام میں محبوب کے ۔۔۔۔اُس کے روٹھ جانے کو دلچسپ انداز میں بیان ہوا ہے ،جس میں شکوہ و شکایت کا رنگ نمایاں ہے ،جس سے محبوب کے ستم کا خوبصورت اظہار بھی ہوتا ہے۔

خا طر سے یا لحاظ سے میں جان کو گیا

جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا

دل لے کے مفت کہتے ہیں کچھ کام کا نہیں

اُلٹی شکایتیں ہوئیں احسان تو گیا

**۶۔سادگی و صفائی:**

داغ کا کلام سادگی و صفائی کا حسین ۔۔۔ہے۔وہ امنے جذبات کے اظہار میں پیچیدہ اور مشکل الفاظ اور اصطلاحات کا سہارا نہیں لیتے اور نہایت صفائی اور سادگی سے مطلب ادا کو پیش کردیتے ہیں۔

یوں بھی تم ہزاروں لاکھوں میں انتخاب ہو

پورا کرو سوال تو پھر لاجواب ہو

آئینہ دیکھ کے یہ دیکھ سنوارنے والے

تجھ پہ بے جانو نین مرنے یہ مرنے والے

اتنی ہی تو بس کسر ہے تم میں

کہنا نہیں مانتے کسی کا

**۷۔روز مّرہ اور محاورہ:**

داغ کے کلام میں روزمرہ اور محاورے بڑی خوبی سے ادا ہوتے ہیں اور اس کی چاشنی ان کے کلام کا حسن اور لطف اور بڑھا دیتی ہے۔مثلا:

آپ اب میرا منہ نہ کھلوائیں

یہ نہ کہیئے کہ مدعا کہیئے

ہاتھ رکھ وہ رہنے کا نوں پر

مجھ سے کہتے ہیں ماجرا کہیئے

**۹۔صاف گوئی:**

داغ کا ظاہر و باطن ۔۔۔ہے اور ان کے کلام میں اس کا جا بجا اظہار ہوا ہے۔انھوں نے قلعے میں تربیت پائی جہاں خوب محفلیں جمتی تھیں ،اور داغ نے صاف گوئی سے اس شعر میں اعتراف کیا ہے کہ اُنھیں دل کی ہوا خوب لگی۔

حضر ت داغ کو دل کی ہوا خوب لگی

رات دن عیش ہے جلسوں میں بسر کرتے ہیں

**۱۰۔معاملہ بندی:**

داٖغ کے کلام میں معاملہ بندی بڑی جرأت دکھاتی ہے اس میں چھیڑ چھا ڑ اور شوخی سے اور بھی لذت بڑھ جاتی ہے۔

شب و صل کی کیا کہوں داستاں

زباں تھک گئی گفتگو رہ گئی

شب و صل ہے گل کردہ چراغوں کو

خوشی کی بزم میں کیا کام جلنے والوں کا

**۱۱۔زبانِ دہلی کا استمعال:**

داغ لال قلعے کے تربیت یافتہ تھے اس لیئے اُن کی زبان میں دہلوی ۔۔۔۔اور خاص انداز پایا جاتا ہے۔دہلی کے کوچے،بازار اور وہاں کے رنگ کا اُن کی شاعری پر گہرا اثر نظر آتا ہے۔

مستند اہلِ زباں خاص ہے دہلی والے

اس میں غیروں کا تعارف نہیں مانا جاتا

**۱۲۔جذبات کی شدت:**

داغ کے ۔۔۔عیش و خوشی اور عشق کی ۔۔ہے۔۔۔۔۔داغ کی شاعری میں جذبات کی شدت پائی جاتی ہے اسی لیئے ان کا کلام ۔۔۔سے بھر پور ہے۔ان کے کلام میں ذاتی تجربات عشق کے مشاہدات اور ذوق جمالیات کا عکس پایا جاتا ہے۔

عجب جو بن برستا ہے کسی سے جب وہ لڑ بیٹھتے ہیں

ادائیں بھی بلائیں لیتی ہیں جس دم وہ بگڑ بیٹھتے ہیں

**۱۳۔ناقدین کی رائے:**

بقول رام بابو سکینہ داغ میٹھی،سریلی اور عاشقانہ شاعری کے مستند اُستاد ہیں۔

فراق گھور کھپوری کہتے ہیں کہ اُردو شاعری نے داغ کے برابر کا بقرہ باز شاعر آج تک پیدا نہیں کیا اور نہ آئندہ پیدا کرسکے گا۔

ڈاکٹر ۔۔۔صدیقی کہتے ہیں کہ قادر الکلامی اور جفائی و بیاں میں داغ کو کمال حاصل تھا۔

ڈاکٹر خلیل الرحمٰن فاروقی کے بقول داغ کا فن انکی شخصیات کی ایک تصویر ہے اس لیئے اس میں بڑی جان ہے۔

**حرفِ آخر:**

داغ نے اُردو شاعری کی جو خدمت کی ہے اس کی وجہ سے انہیں اساتذہ فن میں شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ وہ خود اپنے بارے میں کہتے ہیں

داغ بھی کوئی شاعر ہے ذرا۔۔۔کہا

جس کے ہر شعر میں ترکیب نئی بات ۔۔۔